REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم   و علٰی عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۲
ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شمارہ ۲۵
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۱۹ جمادی الاوّل ۱۳۹۳ھ   ۲۱ احسان ۱۳۵۲ ہش   ۲۱ جون ۱۹۷۳ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۹ احسان (جون)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

★ — حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا کو ضعف کی تکلیف بدستور چل رہی ہے۔ احباب محترمہ سیدہ ممدوحہ کے کامل طور پر صحت یاب ہونے کیلئے بھی دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۹ احسان (جون)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال آج ۱/۲ ۱ بجے بعد دوپہر جنوبی ہند کے تبلیغی و تربیتی دورہ پر تشریف لے گئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر رہے آمین۔

★ — حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

★ — مکرم شیخ داؤد صاحب آف رنگون مورخہ ۱۸ جون کو مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے قادیان تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے آمین ∴

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

مختلف سوسائیٹیوں میں تقاریر، تبلیغی دورے، مشن ہاؤس میں وفود کی آمد اور ہفتہ وار مجالس انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں، پریس میں مشن کی سرگرمیوں کا تذکرہ

مکرم مولوی عبدالحکیم صاحب اکمل انچارج ہالینڈ مشن

خاکسار مورخہ ۲۳ اکتوبر کو ہالینڈ مشن میں پہنچا۔ چند روز لوگوں سے ملنے اور تعارف حاصل کرنے میں صرف ہوئے۔ بعد ازاں تبلیغی کام میں مصروف ہو گیا۔ چنانچہ پہلی سہ ماہی کی رپورٹ نہایت اختصار کے ساتھ ارسال خدمت ہے۔

ہالینڈ میں تبلیغ کا کام کئی طرح سے سرانجام پاتا ہے۔ چرچ، سوسائیٹیاں، کالج سکول اور دیگر تنظیمیں، مشن ہاؤس سے تعلق پیدا کر کے اسلام پر تقاریر کے لئے دعوت دیتی ہیں یا مشن ہاؤس میں اپنے گروپ لا کر معلومات حاصل کرتی ہیں۔ اسی طرح بعض دیگر ذرائع سے پبلک تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل تبلیغی مساعی سرانجام پائیں۔

مختلف سوسائیٹیوں میں تقاریر

اس عرصہ میں شمالی ہالینڈ کے بعض علاقوں سے آغاز ہوا۔ چنانچہ سب سے پہلے اس علاقہ کے شہر آمرسفورٹ کی ایک INTER CHURCH Society میں خاکسار کو تقریر کے لئے مدعو کیا گیا۔ اس جگہ کیتھولک چرچ اور پراٹسٹنٹ چرچ کے ملے جلے لوگ جمع تھے۔ خاکسار بذریعہ ریل گاڑی رات کے آٹھ بجے جلسہ گاہ میں پہنچا۔ تشہد اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد ایک گھنٹہ تک پیغام حق پہنچایا گیا۔ بعد ازاں ڈیڑھ گھنٹہ سوالات اور جوابات کے لئے وقف تھا۔ جملہ سوالات کا بفضلہ تعالیٰ تسلی بخش جواب دیا گیا۔ پادری صاحب نے بھی سوالات کئے۔ ان کا بھی جواب دیا گیا۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس حلقہ میں یہ تقریر بہت پسند کی گئی۔ اور بعد میں اس سوسائیٹی نے اپنے دوسرے حلقہ جات میں بھی یہ تقاریر کروائیں۔ جلسہ برخاست ہونے پر بذریعہ گاڑی واپس ہیگ آیا اور رات کے ایک بجے مسجد میں پہنچ گیا۔

۲ — دوسری تقریر اس علاقہ کے شہر ASSEN کے ایک کیتھولک سکول میں ہوئی۔ یہ شہر ہیگ سے کافی فاصلہ پر تھا اور خاکسار نے نو بجے کے قریب وہاں پہنچنا تھا۔ چنانچہ ناشتہ سے فارغ ہوتے ہی بذریعہ گاڑی روانہ ہو گیا۔ اور وقت مقررہ پر پہنچ گیا۔ سکول کے دینیات کے ماسٹر صاحب سٹیشن پر لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان کی رہنمائی میں سکول پہنچا۔ ٹھیک وقت پر تقریر ایک کلاس میں شروع ہوئی۔ پون گھنٹہ تقریر کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا۔ اور جملہ سوالات کا جواب دیا گیا۔ سکول کے دو اساتذہ کے علاوہ سکول کے ڈائریکٹر صاحب نے بھی تقریر سنی اور سوالات کئے۔ اور دلچسپی کا اظہار کیا۔ تقریر کے بعد خاکسار کو سٹاف روم میں لے جایا گیا۔ جہاں دوسرے اساتذہ سے تعارف حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ خاکسار نے دینیات کے ماسٹر صاحب اور ڈائریکٹر صاحب سکول کو بعض کتب پیش کیں۔

۳ — تیسری تقریر ایمسٹرڈیم شہر کے ایک مسلم خاندان کے گھر پر ہوئی۔ جہاں انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو اکٹھا کیا ہوا تھا۔ تقریر کا عنوان تھا "بعث بعد الموت" خاکسار نے ایک مختصر تقریر کی اور قرآن کریم اور احادیث کے ذریعہ اس موضوع پر روشنی ڈالی۔ اور بعد میں سوالات کا جواب دیا۔ اس موقع پر خوش ہو کر بعض ممبران نے مسجد کے لئے چندہ بھی دیا۔

۴ — شمالی ہالینڈ کے شہر آمرسفورٹ میں کام کرنے والے مراقش کے مسلمانوں کی ایک تنظیم نے کرسمس کے موقع پر خاکسار کو اپنے ایک اجتماع میں مدعو کیا۔ تا انہیں کرسمس اور اسلام کے موضوع پر کچھ بتایا جائے۔ چنانچہ خاکسار نے تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر عربی زبان میں اپنی پہلے سے تیار کی ہوئی تقریر کی۔

۵ — شمالی ہالینڈ کے شہر آمرسفورٹ میں کیتھولک انسٹی ٹیوٹ کے سٹاف نے خاکسار کو اسلامی عبادات اور اس کی حکمت پر تقریر کے لئے بلایا۔ خاکسار نے حاضر ہو کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں اس موضوع پر تقریر کی۔ جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ پون گھنٹہ تقریر کے بعد سوالات کا وقفہ تھا۔ جو ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ بفضلہ تعالیٰ تمام سوالات کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔

۶ — اس موقع پر بہت سے ڈچ باشندے بھی جمع ہو گئے اور انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ خاکسار انہیں اس موضوع پر ڈچ زبان میں بھی بتائے۔ چنانچہ خاکسار نے نصف گھنٹہ تک انہیں خطاب کیا اور ان کے [illegible] سوالات کا جواب دیا۔

۷ — ساتویں تقریر وسطی ہالینڈ کے شہر اوترخت UTRECHT میں ہوئی جہاں ایک کیتھولک بائیبل سوسائیٹی نے مسیح ناصری علیہ السلام اور قرآن کریم کے موضوع پر تقریر کروائی۔ خاکسار تاریخ مقررہ پر بذریعہ ریل گاڑی حاضر ہوا۔ اس موقع پر ایک کیتھولک اور ایک پراٹسٹنٹ پادری صاحب بھی موجود تھے۔ خاکسار نے پون گھنٹہ تک تقریر کی۔ اور مسیح ناصری کے متعلق اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا۔ اور قرآن کریم میں جس طرح مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ کا ذکر آیا ہے اس سے ان کو مطلع کیا۔ نیز مسیح کی آمد ثانی سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ بیان کیا۔ اور حضور کے بعض اقتباسات اس بارہ میں پڑھ کر سنائے۔ (باقی صفحہ ۵ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۱ احسان ۱۳۵۲ ہش

اجرائے نبوّت در خیرِ امّت

ہمارے نام ایک غیر از جماعت دوست کا ایک خط :-

"ہفت روزہ بدر مورخہ ۳ مئی ۱۹۷۳ء کے صہ ۶ کالم ۱ سطر ۳۰/۳۲ کی عبارت ہے " اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سلسلۂ نبوت کو دائمی قرار دیا ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے مگر دیگر مسلمان سلسلہ نبوت کو ختم قرار دیتے ہیں" اور بدر ۱۲ اپریل ۱۹۷۳ء کے صہ ۲۴ پر ملفوظات مسیح موعود کی عبارت یہ ہے :-

"میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے۔ اور آپ کی ختم نبوت توڑتا ہے۔"

۱ دونوں عبارتیں باہم متضاد پائی جاتی ہیں۔ یہی ایک مسئلہ ہے جو دیگر مسلمانوں اور گروہِ انبیاء میں باعثِ نزاع و تفریقِ امّت بنا ہوا ہے۔ بجائے لچکدار عبارتوں کے صاف صاف تحریر ہونا چاہیئے ۲ کہ اگر نبوّت آنحضرت ہی پر ختم ہے۔ اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے تو اجرائے نبوّت کا عقیدہ ختم ہو جانا چاہیئے۔ اور ۳ اگر سلسلہ نبوت دائمی ہے اور مسلمانوں کا سلسلہ نبوت کو ختم قرار دینے کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ تو پھر اس کا واضح اعلان ہونا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ کے مسیح موعود پر نبوت ختم نہیں ہے۔ ان کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے۔ اور ۴ نئی کتابیں نازل کرنے کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ کے اقتدارِ کلّی کو محدود نہیں کیا جاسکتا۔ نئی نئی شریعتیں بھی آتی رہیں گی۔

براہِ کرم اس خط کو شائع فرما کر غیر مبہم تفصیلی جواب عنایت ہو تاکہ اشاعت ۵ اسلام کا عمدہ کام جو علیحدگی پسندانہ طور پر ہو رہا ہے وہ متحدہ و مشترکہ ہو کر زیادہ فائدہ بخش ثابت ہو سکے۔ اور ۶ احمدیوں کا قبلہ کعبۃ اللہ کے سوا کوئی اور قرار نہ پائے۔"

لیجئے مراسلہ نگار کی یہ خواہش تو پوری ہو گئی، ہم نے ان کا خط بلا کم و کاست اوپر نقل کر دیا ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ خود وہ اور ان کے دیگر ہم خیال دوست ہمارے نقطۂ نظر کو بھی کھلے دل سے اور مخلّی بالطبع ہو کر مطالعہ کریں اور ان کے مندرجات پر سنجیدگی سے غور فرمائیں۔

قبل اس کے کہ بات آگے چلائیں یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مراسلہ نگار کا یہ خط چند ہفتے گزرے موصول ہوا تھا۔ لیکن بعض ضروری مضامین کے سبب اس کے جواب کی بدر میں جلد گنجائش نہ نکل سکی۔ بایں ہمہ اس عرصہ میں ہم نے محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل کا کتابچہ "نبوت ابدی عہد ہے" اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا رسالہ "ختم نبوت کی حقیقت" مراسلہ نگار کی خدمت میں بذریعہ ڈاک ارسال کر دیئے۔ ان دونوں تالیفات میں مستفسرہ امور پر سیر حاصل بحث موجود ہے۔ اور جو کوئی پورے غور و فکر کے ساتھ ان کا مطالعہ کرتا ہے۔ اُسے مسئلہ ختم نبوت و اجرائے نبوت کے بارہ میں احمدیہ جماعت کے نقطۂ نظر سے اچھی طرح واقفیت بہم پہنچ سکتی ہے۔ مراسلہ نگار کی مزید تسلّی کیلئے آج کی صحبت میں ان کے مخصوص استفسارات پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ بات کو اقرب الی الفہم بنانے کے لئے ہم نے خط کی عبارت پر نمبر لگا دیئے ہیں۔ تا مراسلہ نگار کی تمام قابلِ وضاحت باتوں کا یکجائی تفصیلی جواب آجائے۔ اور کوئی بات تشنۂ بیان نہ رہ جائے وباللہ التوفیق۔

۱۔ مراسلہ نگار نے اپنے خط میں جو بدر ۳ مئی کی عبارت کا حوالہ دیا ہے بلا شبہ جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے۔ جس مضمون سے یہ فقرہ نقل کیا گیا ہے۔ محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل [illegible] مراسلہ نگار نے جس بات کی وضاحت ہم سے طلب فرمائی ہے اسی موضوع پر محترم مولانا صاحب کا [illegible] جامع کتابچہ موجود ہے اور ہم نے مراسلہ نگار کی خدمت میں ارسال کر دیا ہے۔ اس کتابچہ میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے ناقابلِ تردید حوالہ جات سے جماعت احمدیہ کے اس نقطۂ نظر کو پوری تفصیل [illegible] گیا ہے۔ امید ہے کہ موصوف اس کتابچہ کو اور ساتھ ہی دوسرے رسالہ کو بغور مطالعہ فرما چکے ہوں گے۔

پھر اجرائے نبوت در خیرِ اُمّت کا مسئلہ کوئی پیچیدہ اور ناقابلِ فہم نہیں ہے۔ سادہ طور پر آپ اسی بات پر غور فرما سکتے ہیں کہ کیا نبوت بجائے خود رحمت ہے یا زحمت۔ اگر نبوت سراسر رحمت ہے (جس کے بارہ میں کسی بھی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امتِ محمدیہ میں اس رحمت کا جاری و ساری رہنا باعثِ برکت اور فضل ہی ہے۔ بالخصوص جبکہ حضور رحمۃ للعالمین و کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ اور امتِ محمدیہ کو خیرِ اُمّة قرار دیا گیا ہے تو پھر اس رحمت کے بند ہو جانے سے جو زبردست زد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس پر پڑتی ہے اور جس طور پر امتِ محمدیہ خیر امت ہوتے ہوئے اس عظیم رحمت سے محروم قرار پاتی ہے۔ اس کی تفصیل پر ہر عقلمند مسلمان کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے!!

جہاں تک اس مسئلہ پر قرآن مجید سے دلائل اور بینات کا تعلق ہے زیادہ تفصیل میں نہ جاتے ہوئے سورۃ فاتحہ پر ہی غور کر لینا کافی ہے۔ یہ وہ سورت شریفہ ہے جس کا ہر نماز میں پڑھنا ہر مسلمان کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اس میں ایک ایسی دُعا سکھائی گئی ہے جس میں ہر مسلمان صمیم قلب کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں منعم علیہم گروہ کا فرد بن جانے کی التجا کرتا ہے۔ اس جامع دُعا کا امتِ محمدیہ کو مطلق طور پر سکھایا جانا اور اس کو بار بار پڑھنا لازمی قرار دیا جانا ہی اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں یہ دُعا امتِ مسلمہ کے لئے منظور ہو چکی ہے اور اس کے مطابق اس کے افراد کو ایسے ہی منعم علیہم زمرہ میں شامل کیا جانے والا ہے۔ سورت فاتحہ کی اس دعا کے ساتھ جب آپ سورت نساء کی آیت کریمہ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔

کی دونوں آیتوں کو ملا کر دیکھیں تو آپ کو منعم علیہ گروہ کے چاروں زمروں کی تفصیل کا علم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ انبیاء۔ صدیقین۔ شہداء اور صالحین کے چار زمروں میں تقسیم شدہ ہیں۔ اب اگر امتِ محمدیہ میں سلسلہ رسالت و نبوت کے اجراء سے انکار کر دیا جائے تو اس وقت لازم قرار پاتا ہے اس امت میں صدیق۔ شہید اور صالح بھی نہ ہوں۔ مگر یہ بات بالبداہت باطل ہے۔ اور کوئی بھی ذی ہوش مسلمان اس بات کو باور کرنے کے لئے تیار نہیں کہ امتِ محمدیہ خیر امت ہوتے ہوئے صدیقیت۔ شہادت اور صالحیت کے درجات سے بھی محروم کر دی جائے۔ پس جب یہ بات ناقابلِ قبول ہے تو انبیاء کے زمرہ کو بلا وجہ تفریق کر دینا درست نہیں۔ یہ ایک بڑی غلطی ہے جو عامۃ المسلمین کے قلوب میں علماء نے محض اپنی نافہمی کی بناء پر پیدا کر دی ہے۔ اس غلطی کی جس قدر جلد ہو سکے اصلاح کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام تو اس کو فضل اللہ قرار دے اور علماء امت ہیں کہ امتِ محمدیہ کے لئے اسی کی نفی کر رہے ہیں۔ اگر یہ صورت مان لی جائے تو اہلِ کتاب کا وہی اعتراض امتِ محمدیہ پر برقرار رہتا ہے جس کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورت الحدید کے آخر میں فرماتا ہے :-

لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (آیت ۳۰)

تاکہ اہلِ کتاب یہ نہ سمجھیں کہ مسلمانوں کو اللہ کے فضل سے کچھ ملا ہی نہیں۔ بلکہ یہ سمجھیں کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضلوں والا ہے۔ (اسی لئے تو اس نے اُمّتِ مسلمہ کو ایسے بڑے بڑے فضلوں سے نوازا ہے کہ اہلِ کتاب ان سے محروم و بے نصیب ہیں)

۲۔ اجرائے نبوت در خیرِ امت کے سلسلہ میں دوسرے نمبر پر سورت آلِ عمران کی آیت ۸۲ قابلِ غور ہے جو میثاق النّبیین کے عنوان سے مشہور و معروف ہے۔ ہر متلاشی حق مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس مقام سے قرآن پاک کا بغور مطالعہ کرے۔ وہ دیکھے گا کہ کس طرح آیت کریمہ بڑے ہی مؤثر الفاظ میں اس اہم مسئلہ پر واضح روشنی ڈالتی ہے۔ (اختصار کے پیشِ نظر ہم یہ آیت مع اس کے ترجمہ کے تفصیلاً نقل نہیں کر رہے۔ صرف حوالہ دینے اور خلاصۂ مضمون کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں) کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس جگہ تو سابق انبیاء اور اُن کی امتوں سے عہد لئے جانے کا ذکر ہے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس میں شامل نہیں ہیں۔ مگر یہ بات صریحاً غلط ہے۔ اوّل تو اس لئے کہ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استثناء نہیں ہے۔ دوسرے سورہ احزاب کی آیت ۸ میں اسی مضمون کا اعادہ کرتے ہوئے دوسرے انبیاء سابقین کا نام لینے کے بعد خصوصیت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اسی نوع کا عہد لئے جانے کا ذکر بالصراحت موجود ہے۔ ملاحظہ ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(سورۃ الاحزاب آیت : ۸، ۹)

اور یاد کر جب کہ ہم نے نبیوں سے ان پر عاید کردہ ایک خاص بات کا وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی وعدہ لیا تھا اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے ایک پختہ عہد لیا تھا۔ تاکہ اللہ سچوں سے اُن کے سچ کے متعلق سوال کرے اور کافروں کے لئے اس نے ایک دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

دیکھا آپ نے مِنْكَ کہہ کر صراحۃً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عہد لینے کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان الفاظ کے قرآن کریم میں ہوتے ہوئے کسی مسلمان کے لئے انکار کی مطلق گنجائش نہیں ہے۔ جب بقول آپ لوگوں کے حضور کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آنا تھا تو حضور سے عہد لینے کا کیا مطلب؟

اس موقع پر واضح رہے کہ اجرائے نبوت در خیر امت سے انکار کرنے والوں کو سورہ احزاب کی

(باقی دیکھئے صفحہ ۷ پر)

خطبۂ عید الفطر

ہمیں رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل جو عید عطا ہوئی ہے وہ گذشتہ اُمّتوں کی عید سے بہت مختلف ہے

دوسرے لوگوں کیلئے عید خوشی کا ایک نامعلوم اشارہ تھا لیکن اُمّتِ مسلمہ کی عید غفور رحیم خدا کیطرف سے ایک رُوحانی ضیافت کا رنگ رکھتی ہے

خُدا کی نعمتوں اور اُس کے فضلوں کو دیکھ کر ہمیں ہمیشہ اس کی تسبیح و تحمید میں مصروف رہنا چاہیئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۸ نبوت ۱۳۵۱ ہش مطابق ۸ نومبر ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج عید کا دِن ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے لئے جو ربوہ میں رہائش پذیر ہیں اور اس وقت یہاں موجود ہیں اور اُن کے لئے بھی جو ربوہ سے باہر رہنے والے احمدی بھائی اور بہنیں ہیں اس عید کو مبارک کرے۔

ہماری عید اور پہلی امتوں کی عید میں بڑا فرق ہے۔ انسانی تاریخ میں انسان کے لئے انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے

عید کے دِن

مقرر کئے گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں بھی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے ایام میسر آئے۔ ان دو عیدوں میں یعنی پہلے لوگوں کی عید میں اور ہماری عید میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں ملی ہے فرق یہ ہے کہ پہلوں کی عید، عید تھی جو بار بار آتی تھی اور کسی نامعلوم نتیجہ کی طرف اشارہ کرتی تھی۔ یعنی خوشی کا ایک ایسا اشارہ تھا کہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ کس چیز کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ عید کے لفظ کے معنی میں وہ چیز نہیں پائی جاتی تھی جس کا ذکر اسلام نے کیا ہے۔

قرآن کریم نے اس اصطلاح کی بجائے ایک اور اصطلاح استعمال کی ہے۔ قرآن کریم نے عید کی بجائے

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ

کی آیہ کریمہ میں "نُزُلْ" کی اصطلاح کو استعمال کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو غفور ہے غلطیوں کو معاف کر دیتا اور خطاؤں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اور پھر وہ رحیم ہے۔ وہ انسان کی بار بار کی محنت کو بار بار شرف قبولیت بخشتا اور اس کے لئے خوشی کا سامان پیدا کرتا ہے۔ یعنی جو بار بار آنے کا مفہوم عید کے لفظ میں تھا نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ میں نُزُل کے لفظ سے اسی خیال کو گویا ایک نہایت حسین پیرایہ میں ادا کیا ہے۔ دوسرے

عید کا لفظ یہ نہیں بتاتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہونے والی خوشی ہے۔ یہ ایک ایسی خوشی ہے جو بار بار آتی تھی۔ ایسی خوشی جو ابو جہل کے گھر میں ہر بچے کی پیدائش پر بار بار آئی۔ اور دوسرے کفار کے ہاں بھی جن کے بہت زیادہ بچے تھے۔ اُن کے گھروں میں ہر بچے کی پیدائش پر اُن کے لئے دنیوی خوشی کے سامان پیدا ہوئے۔ وہ گویا اُن کے لئے عید کا دِن تھا۔ لیکن وہ اُن کے لئے

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ

کا دِن نہیں تھا۔ پھر ان دونوں قسم کی عیدوں میں ایک یہ فرق بھی ہے کہ

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ

سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

اس کی رُو سے گویا ہماری عید استقامت کا نتیجہ ہے۔ اور اس عید سعید کے مقابلہ میں جو چیز اس کی ضد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے غضب کے نزول کا دِن، اس کے لئے بھی گو ایک تسلسل کا ہونا ضروری ہے لیکن قرآن کریم کی اصطلاح میں اسے استقامت نہیں کہتے۔ بلکہ اصرار کہتے ہیں۔ جیسے مثلاً سورہ نوح میں فرمایا:

وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝

یعنی ایسے لوگوں نے اپنے گناہوں اور کفر اور انکار اور نبی کو قبول نہ کرنے پر اور اس کی مخالفت کرنے پر بوجہ تکبر اصرار کیا، یعنی وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے اور

گُناہ پر تسلسل

تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم نے گناہ نہیں چھوڑنا چنانچہ اس کے نتیجہ میں وہ عذاب یا جہنم کے مستوجب ٹھہرے۔ قرآن کریم نے عذاب کا

لفظ دونوں معنوں میں استعمال کیا ہے۔ اُس تنبیہہ کے معنی میں بھی جو لوگوں کی اصلاح کے لئے عذاب کی شکل میں نازل ہوتا ہے۔ اور اُس قہر کے معنوں میں بھی جو مرنے کے بعد (خدا محفوظ رکھے) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی حاصل کرنے والوں کے لئے جہنم کی شکل میں ملتا ہے۔ اس کو بھی عذاب جہنم کہتے ہیں۔ قرآن کریم نے بھی عذاب کو اس معنی میں استعمال کیا ہے۔

پس جہاں گناہوں پر اصرار ہو اللہ اپنا غضب بار بار نازل کرتا ہے۔ اس کے لئے جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اصرار کا لفظ استعمال ہؤا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورہ نوح میں فرماتا ہے وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا۔ اس کے برعکس اصرار کا لفظ نیکیوں کے تسلسل کے لئے قرآن کریم میں کہیں بھی استعمال نہیں ہؤا۔ اور استقامت کا لفظ نیکیوں پر استقلال کے ساتھ قائم رہنے اور بار بار اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت نیکیاں کرتے رہنے کے معنی میں تو استعمال ہؤا ہے لیکن گناہوں پر قائم رہنے کے معنی میں یہ استعمال نہیں ہؤا۔

استقامت اور استقلال

یعنی صبر کے ساتھ اور تحمل کے ساتھ اور دکھوں کی برداشت کے ساتھ اور ایثار کو پیش کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنے کے ساتھ جو زندگی گذاری جاتی ہے اس کے آخر میں جنت ہے۔

جنت دو قسم کی ہے

ایک اِس دُنیا کی جنت ہے اور ایک اُخروی زندگی کی جنت ہے۔ اُخروی جنت میں جو لوگ داخل ہو گئے وہ گویا حفاظت میں آ گئے۔ شیطان دروازے پر اُن کو بہکانے کے لئے اور امتحان میں ڈالنے کے لئے کھڑا نہیں ہوتا۔ لیکن جو اس دُنیا کی جنت ہے اگر ہم اس مضمون کا گہرا مطالعہ کریں تو اس جنت کی دو شکلیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ایک کو آپ جنتی زندگی سے ملتی جلتی زندگی کہہ سکتے ہیں۔ (کیونکہ یہ امتحان اور ابتلاء کی زندگی ہے) جس میں داخل ہونے کے بعد نکلنے کا دروازہ کھلا ہے۔ اور ایک حقیقی جنت ہے۔ جس میں داخل ہونے کے بعد اس سے نکلنے کا دروازہ نہیں کھلتا۔ مثلاً حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ بشارت دی کہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے، یہ لوگ جو مرضی کرتے رہیں یہ میری جنت سے نہیں نکلیں گے۔" جو مرضی کرتے رہیں" کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گناہ کرتے رہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسے مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ اب یہ جو کچھ بھی کریں گے وہ نیکی ہی ہوگی اور وہ ان کو جنت سے نکالنے کا باعث نہیں بلکہ

جنت کی نعماء

کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنے گی۔

پس اس دُنیا میں بعض انسان جنت میں داخل ہوتے ہیں اور جنت ہی میں رہتے ہیں۔ ابتداءً جنت اُن کو نصیب ہو جاتی ہے۔ [illegible] جنت بھی انہیں مل جاتی ہے اور ساتھ ہی اُس تسلسل میں حقیقی جنت بھی مل جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ لیکن مَیں اس وقت تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ دنیوی زندگی کی جنت کے تسلسل میں وہ وقت بھی آ جاتا ہے جس کو ہم قیامت کہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے حسن کا وہ جلوہ جسے انسانی نظر برداشت کر سکتی ہے پوری شان کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اور اس کے محبوب انسان کو ابدی جنت کا وارث بنا دے گا۔ پس اس دنیوی جنت میں ایک تو یہ لوگ آ گئے جو دُہرے

وہ لوگ اس میں داخل ہونے والے ہیں جن کے متعلق یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ گویا دہلیز پر کھڑے ہیں۔ ان کے لئے اندر جانے کا بھی موقع ہے اور باہر نکلنے کا بھی جیسا کہ

بلعم باعور کا قصہ

مشہور ہے۔ بعض لوگوں نے اسے ایک فرد کہا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ایک جماعت ہے۔ یعنی ہمیشہ ہی اس قسم کے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو اپنی کوششوں کے نتیجہ میں (وہ کوششیں جو نیک تو ہوتی ہیں لیکن عارضی ہوتی ہیں) خدا تعالیٰ کے پیار کو اور اس کی بشارات کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ تا زندگی کے اس دور میں اس کے متعلق کسی کو یہ دھوکا نہ لگے کہ جو شخص اتنا مجاہدہ کر رہا ہے، اتنا جہاد کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں اتنی قربانیاں دے رہا ہے وہ خدا تعالیٰ کا مقبول نہیں بن سکا۔ وہ بظاہر نیک نیتی سے قربانیاں دے رہا ہوتا ہے۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس کا قربانیاں دینا گویا بظاہر عند اللہ نیک نیتی پر محمول ہو رہا ہے ویسے اللہ تعالیٰ کا علم تو ہر چیز پر محیط ہے۔ غرض یہ اس کی ایک عارضی کیفیت ہے لیکن کیفیت

نیکی اور اخلاص

کی ہے اس واسطے خدا تعالیٰ کے پیار کا جلوہ ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کی یہ کیفیت نہیں رہتی۔ اس کے اندر تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ انسان جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی متعدد آیات کی رُو سے ابدی پیار کے لئے پیدا کیا ہے وہ اس حقیقت کو بھول جاتا ہے۔ اور کچھ تھوڑا سا پیار حاصل کر لینے کے بعد سمجھتا ہے کہ اب میں بہت کچھ بن گیا ہوں۔ اب مجھے خدا کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ پھر وہ بلعم باعور بن جاتا ہے۔ اور وہ علامت بن جاتا ہے اس جماعت کی جو خدا کے پیار کو پانے کے باوجود اپنے غرور کی وجہ سے پستی اور ذلت کی مستحق بن جاتی ہے۔ ایسی جماعت یا ایسا شخص گویا جنت میں داخل بھی ہوا اور جنت سے نکالا بھی گیا۔ یہ ایک الگ مضمون ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں۔

پس اس دُنیا کی جنت دو قسم کی ہے ایک وہ جنت ہے جس میں بعض انسان داخل ہوتے ہیں اور پھر نکل آتے ہیں اور پھر جہنم میں بھیج دیئے جاتے ہیں۔ ایک وہ جنت ہے جس میں لوگ داخل ہوتے ہیں اور داخل ہی رہتے ہیں۔ ان لوگوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اِسْتَقَامُوْا یعنی جن میں استقامت پائی جاتی ہے، استقلال پایا جاتا ہے، جو صبر کے ساتھ مشکلات برداشت کرتے ہیں۔ جو خدا کی راہ میں اپنی گردن کٹواتے ہیں۔ لیکن اپنے ایمان پر بزدلی کا دھبہ نہیں آنے دیتے۔ فرمایا یہی وہ لوگ ہیں کہ جب جنت میں داخل ہو جاتے ہیں تو پھر ان کے جنت سے نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس

ہماری عید

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ہے۔ یعنی وہ ہماری خطاؤں کو معاف کرتا ہے۔ مغفرت کی چادر میں ہمیں لپیٹ لیتا ہے۔ ہم جو کچھ اپنی ہمت اور استعداد کے مطابق اس کے حضور پیش کرتے ہیں اور بار بار پیش کرتے ہیں۔ مثلاً جن لوگوں کو خدا تعالیٰ زندگی دیتا ہے۔ تیس سال تک چالیس سال تک اُن میں سے ہر شخص رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ ہر سال رمضان کی قربانیاں اپنی ہمت اور استعداد کے مطابق خدا کے حضور پیش کرتا ہے۔ اور خدائے رحیم بار بار اس پر رحم کرتا ہے اور اس کے لئے ہر رمضان کے بعد ایک عید کا سامان پیدا کر دیتا ہے تو

پہلوں کی عید

بار بار آتی تھی لیکن اس لفظ عید میں یہ مفہوم نہیں تھا کہ وہ قربانیاں دیں گے اور دیتے چلے جائیں گے۔ اس میں ایک تسلسل قائم ہوگا، نیکیوں پر استقامت ہوگی، استقلال ہوگا، صبر اور برداشت ہوگی، خدا کے لئے فدائیت ہوگی، اس کے لئے محبت ذاتی ہوگی اور اس کی قبولیت ہوگی۔ اور اس کے بعد عید کا دن آجائے گا۔ عید اُن کے یعنی پہلوں کے ہاں آتی تھی۔ اور یہ وہ عید تھی جس میں کھانے پینے اور کھیلنے اور کپڑے بدلنے کا انتظام اُن کو خود کرنا پڑتا تھا۔ مسلمان کی وہ عید نہیں ہے۔ مسلمان کی ہر عید تو قربانیوں کے ایک تسلسل میں آتی ہے۔ اسی لئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہی ہمارا رب ہے اور پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہوگئے اُن کے حق میں فرمایا

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۔

(حٰمٓ السجدۃ ۳۱/۳۲)

یہ وہ جنت ہے جو دنیا میں بھی ملتی ہے اور یہ وہ عید ہے جو خدائے غفور رحیم کی طرف سے نُزُلٌ یعنی

مہمانی کے طور پر

ملتی ہے۔ مومن کی قربانیوں میں ایک تسلسل ہوتا ہے۔ وہ یکے بعد دیگرے قربانیاں دیتا چلا جاتا ہے۔ ماہِ رمضان اس کی مثال ہے۔ تیس دن میں اللہ تعالیٰ نے بہت ساری قربانیاں اکٹھی کر دیں۔ ان میں سے بعض کی طرف مَیں نے اسی رمضان میں ایک خطبہ میں اشارہ کیا تھا۔ اور بھی بہت ساری قربانیاں ہیں۔ اور دن اور رات ہر دو اوقات میں خدا کے حضور اس کا عاجز بندہ استقامت اور استقلال کے ساتھ قربانیاں دیتا چلا جاتا ہے۔ پھر خدا کے فرشتے آسمان سے اس پر نازل ہوتے اور بشارتوں کا اس کے لئے سامان پیدا کر دیتے ہیں۔ آخر میں لیلۃ القدر آجاتی ہے۔ (جو بھی صحیح معنی ہم کرتے ہیں اس کے لحاظ سے) وہ

قبولیتِ دُعا کا زمانہ

ہے لیلۃ القدر کا زمانہ ہے جس میں تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ انسانیت کی بھلائی کے لئے انتظام کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد عید آجاتی ہے۔ یہ عید ہر ہفتہ میں جمعہ کے دن بھی آتی ہے۔ کیونکہ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سال کے بعد خدا تعالیٰ ہماری ضیافت اور مہمانداری کرتا ہے۔ اس طرح تو سال کے باقی دنوں میں ہم رُوحانی طور پر بھوکے رہ جاتے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا نہیں، مَیں ہر ہفتہ تمہاری دعوت کیا کروں گا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر جمعہ مسلمانوں کے لئے عید یعنی نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ عید کے متعلق آپ کے سب اقوال نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ یا اس سے ملتے جلتے مفہوم کی آیات جو مختلف مضامین کے سیاق و سباق کے لحاظ سے قرآن کریم کی مختلف جگہوں پر پائی جاتی ہیں۔ انہی کی تفاسیر ہیں۔ پس رمضان کے بعد عید پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا ایک اور ضیافت ہے جو خدائے غفور و رحیم کی طرف سے ہر جمعہ کو میسر آیا کرے گی۔ پھر ہر روز کی ضیافت ہے اور وہ رات کے نوافل سے حاصل ہوتی ہے۔ ہر روز کی قربانی کے بعد قبولیتِ دُعا کا ایک وقت عطا کر دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیار کا جلوہ

دیکھنے کے لئے اور خدا کے بندہ کو مقامِ محمود تک پہنچانے کے لئے ایک ساعت مقرر ہوگئی ہے۔ پھر خود (یہ بڑی شان ہے اسلام کی) ہر نماز ایک طرف عبادت اور اللہ کے حضور کچھ پیش کرنے کی شکل بھی ہے اور دوسری طرف اَلصَّلٰوةُ الدُّعَاءُ کی رُو سے ہر نماز ہمارے لئے عید بن جاتی ہے۔ گویا پانچ وقت کا رُوحانی کھانا ہمیں میسر آگیا۔ پانچ وقت کے علاوہ ایک اچھی لذیذ دعوت پچھلے پہر کے نوافل کی صورت میں مہیا فرمائی۔ بعض آدمی جو بیماری کی وجہ سے اُٹھ نہیں سکتے انہیں کہا کہ بیٹھ کر پڑھو، لیٹ کر دُعائیں کرو، تمہارے لئے ہر خوشی کا سامان پیدا کریں گے۔ پھر ہر جمعہ کے دن ایک ضیافت پھر سال میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی

دو ضیافتیں

ملتی ہیں۔ ان دونوں کے اپنے رنگ ہیں۔ ایک جیسی ضیافت نہیں۔ جس طرح ایک ضیافت میں پلاؤ زردہ اور قورما ہوتا ہے جو ہمارے ملک کا رواج ہے مستقل کھانے کھانیکی ایک روایت ہے جو ضیافتوں کے موقع پر نظر آتے ہیں۔ اور ایک وہ ضیافت ہے جس میں نہ پلاؤ ہوتا ہے نہ زردہ ہوتا ہے بلکہ تکے ہوتے ہیں، پکوڑیاں ہوتی ہیں، دہی بڑے ہوتے ہیں۔ اس قسم کی چیزیں ہوتی ہیں جو بہت سارے گھروں میں دعوتوں پر پیش کی جاتی ہیں۔ پس جس طرح اس قسم کی ضیافتوں میں بڑا فرق ہوتا ہے اسی طرح ہماری دو عیدوں میں بھی فرق ہوتا ہے۔ یہ عید الفطر ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کی مختلف رنگ میں نمائندگی کر رہی ہے اس کے بعد عید الاضحیٰ آئے گی جو اس کے فضلوں کی دوسرے رنگ میں نمائندگی کر رہی ہوگی۔ اس کو بڑی عید بھی کہتے ہیں۔

یہ ایک بڑی ضیافت ہے

کیونکہ اس کے لئے حسب توفیق قربانی بہرحال کرنی پڑتی ہے۔ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ توفیق دیتا ہے وہ مالِ حلال سے دُنبہ خرید کر قربانی دیتے ہیں۔ اور قربانی کا گوشت کھاتے ہیں۔ دُنیا میں عام طور پر

یہ رواج ہے کہ دعوتوں پر پلاؤ ضرور ہوتا ہے۔ زردہ ضرور ہوتا ہے۔ اگر نہ ہو تو کئی لوگ کہہ دیتے ہیں کہ تم نے یہ کیسی دعوت کی ہے۔ یہ تو پکے رواجی کھانوں والی دعوتیں ہیں جن میں تبدیلی نہیں ہوتی لیکن خدائے غفور رحیم کی طرف سے جو دعوت ہوتی ہے اس کے متعلق فرمایا کہ اس عید کے لئے

قربانیوں میں مختلف رنگ

پیدا کرو۔ تنوع پیدا کرو۔ ہم تمہارے لئے جو روحانی خوان ہیں ان کے اندر تنوع پیدا کریں گے اور دراصل اس تنوع کا تعلق رمضان کی عید سے ہے۔ ایک ہی مہینہ ہے۔ ایک ہی روزہ ہے۔ اس میں سے ایک حصہ مثلاً جو معتکف ہیں۔ اب جو تیس معتکف بیٹھے ہیں آپ ان سے جاکر پوچھیں ہر ایک اپنی علیحدہ روحانی طور پر ملنے والی لذت بتائے گا۔ اسی طرح حج سے آنے والوں سے پوچھیں وہ کہیں گے کہ جب طواف کیا تو بڑی لذت آئی طواف کے ساتھ وہ لذت مل گئی۔ گویا اس کے ساتھ باندھ دی گئی۔ حجر اسود کو پیار کیا تو وہی

منکرانہ خیالات

جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں آئے تھے کہ تم ہو کیا چیز؟ لیکن ہم ہیں کچھ ایسی ہی چیز جو اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر قربان ہونے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ نے انسان کی یہ شان بنائی ہے کہ جب خدائی حکم ملتا ہے تو وہ جھک کر پتھر کو بھی پیار کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں نہ ہیرے کی قدر ہے نہ حجر اسود کی قدر ہے۔ وہ تو رب کریم پر نثار ہے اس کے دل میں سائنس میں ترقی یافتہ یورپین ممالک سے بھی اتنا ہی پیار ہے جتنا کہ افریقہ میں بسنے والوں کے ساتھ ہے۔ اس کے لئے حجر اسود اور ہیرا برابر ہے مگر خدا کی رضا کے لئے حجر اسود کا بوسہ لیتا اور ایک ہیرے کو اپنی ظاہری زینت کا سامان بھی نہیں سمجھتا۔ پس حج کرنے والے ایک جیسی لذتیں بیان کریں گے۔ لیکن

رمضان کی روحانی لذات

میں ہر آدمی کا بیان مختلف ہوتا ہے۔ بہرحال ایک وہ مہمان نوازی ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے اخلاص میں اور تمہارے اخلاص کے نتیجہ میں تمہاری عبادات میں تمہاری قربانیوں میں جب تنوع ہوگا تو میری ضیافت میں بھی ایک تنوع ہوگا۔ تمہاری قربانیوں میں وہ تنوع نہیں ہو سکتا جو میری ضیافت میں ہو جاتا ہے۔

پس ہماری عید وہ ہے جو استقامت اور استقلال سے نیکی پر قائم ہونے کے نتیجہ میں غفور اور رحیم خدا کی طرف سے پیدا کی جاتی ہے۔ یہ نہیں کہ جو چیز بار بار آ گئی اسے عید کہہ دیا جائے بلکہ یہ ایک نزول ہے۔ ایک مہیا نعمت ہے۔ لوگوں کے گھروں میں دسترخوان آپ ہی چھلانگیں لگا کر نہیں بچھا کرتے جب تک خود صاحب خانہ وہ دسترخوان نہ بچھائے اس کے اوپر پلیٹیں نہ رکھائے اور اس کے اوپر سالن کی ڈشیں نہ لگائے اور پھر اس پر مہمانوں کو بٹھا کر (فرش پر یا کرسی پر یا صوفے پر یا جیسی صورت ہو یہ صاحب خانہ کا کام ہے) کہے کہ کھانا کھا لو۔

ہماری حقیقی عید

بھی ایک صاحب خانہ کی طرف سے میسر آتی ہے۔ اور یہ ہستی ایک ہی ہستی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ہستی نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات۔ واللہ اکبر۔ وہ ہمارے لئے نُزُل۔ یعنی مہمانی اور ضیافت کا سامان پیدا کرتا ہے۔

دنیا کہتی ہے تمہارے اندر یہ نقص ہے وہ نقص ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں کہ ہمارے اندر یہ بھی نقص ہے اور وہ بھی نقص ہے لیکن ہمارا خدا غفور ہے۔ دنیا یہ کہتی ہے کہ تمہاری زندگی محدود ہے اور اس میں تم نے معدودے چند نیکی کے کام کئے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا رب جو ہے وہ رحیم بھی ہے اور رحمٰن بھی ہے۔ جس وقت اس کی

رحیمیّت اور رحمانیّت

اکٹھی ہو جاتی ہیں اس وقت وہ ہر محدود کی حد بندیاں پھلانگ کر انسان پر آسمانی نعمتوں کو آگے سے آگے لے جاتی ہیں۔ پھر کوئی حد بندی نہیں رہتی۔ پھر انسان کے عمل کا سوال کہاں رہا۔ نجات تو خدا کے فضل پر منحصر ہے اور خدا کے فضل پر کون حد بندی لگا سکتا ہے؟

پس ہماری عید ایک عجیب عید ہے ہماری عید ایک حسین عید ہے۔ ہماری عید پہلوں کی عید کے مقابلہ میں ایک مختلف عید ہے۔ ہماری عید ہم سے مسلسل نیکیاں کرتے چلے جانے کا مطالبہ کرتی ہے۔ ہماری عید سال میں صرف دو بار نہیں آتی۔ ہماری عید سال میں دو بار بھی آتی ہے۔ ہماری عید ہر ہفتہ میں ایک بار بھی آتی ہے

ایک بڑی ضیافت کا سامان

ہر روز کیا جاتا ہے۔ جن اوقات کو دنیا اپنے اندھے پن کے نتیجہ میں ظلمتوں کا وقت بتاتی ہے ان میں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے روشنی کے سامان پیدا کرتا اور ضیافت کے سامان پیدا کرتا ہے۔ پھر اس نے ہمارے اوپر یہ فضل بھی کیا کہ اس نے ہماری ہر عید کو عبادت بھی بنا دیا اور ضیافت بھی بنا دیا۔ خدا ہم پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔ پہلوں کی استعدادیں خدا تعالیٰ کی ان نعمتوں کے بوجھ کو اٹھانے کے قابل نہیں تھیں اس لئے ان کو یہ نعمتیں نہیں ملیں۔ یہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل امتِ محمدیہ پر اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا کہ اس قدر نعمتوں کو سنبھال لینے اور اٹھا لینے کی ان کو طاقتیں دے دیں کہ جو اس سے قبل لوگوں کے تصور اور تخیل سے بھی باہر تھیں۔

پس تم خدا تعالیٰ کی ان نعمتوں اور اس کے فضلوں پر خدا کی تسبیح اور اس کی حمد کرو۔ "اللہ اکبر، الحمد للہ"۔

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:۔

اجتماعی دعا سے قبل میں پھر آپ سب کو عید مبارک دیتا ہوں۔ خدا کرے کہ یہی عید نہیں بلکہ وہ سب عیدیں ہم سب کو میسر آئیں جن کی طرف میں نے ابھی اشارہ کیا ہے۔

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

بقیہ صفحہ اوّل سے

جملہ سوالات کا جو ڈیڑھ گھنٹہ تک ہوتے رہے جواب دیا گیا۔

۸۔ آٹھویں تقریر آمرسفورٹ شہر کی بائیبل سوسائٹی نے کروائی۔ تقریر کا موضوع تھا "ہماری زندگی کا مقصد اور اس بارہ میں اسلامی تعلیم"۔ خاکسار نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی سے استفادہ کرتے ہوئے اس موضوع پر ایک گھنٹہ تک خیالات کا اظہار کیا۔ بفضلہ تعالیٰ یہ مضمون بہت پسند کیا گیا۔ اور ایک ممبر نے کھڑے ہو کر باآواز بلند سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آج اسلام کی جو تعلیم بیان ہوئی ہے میں اس سے حرف بحرف متفق ہوں۔ الحمد للہ کہ بہت اچھا اثر قائم ہوا۔ بعد ازاں سوالات کا جواب دیا گیا۔ اور اس کے بعد حاضرین نے ہماری کتب خریدیں۔

۹۔ ہالینڈ کے دوسرے بڑے شہر اور مال بردار جہازوں کی دنیا کی سب سے بڑی بندرگاہ روٹرڈیم کے ہسپتال کے لئے عملہ تیار کرنے والے اکیڈیمی سکول کی طرف سے ہمیں اسلام پر تقریر کے لئے دعوت ملی۔ چنانچہ خاکسار نے وہاں پہنچ کر تقریر کی اور سوالات کا جواب دیا۔ تقریر کے بعد لٹریچر فروخت ہوا۔

۱۰۔ ہالینڈ کے جنوبی علاقہ شہر مڈل برخ (Middelburg) کے اکاڈیمی سکول کی طرف سے خاکسار کو اسلام پر تقریر کے لئے بلایا گیا۔ خاکسار صبح سویرے روانہ ہو کر وقتِ مقررہ پر سکول میں پہنچا۔ پہلے ایک کلاس میں تقریر ہوئی۔ اس کے بعد خاکسار کا اسی سکول کے ڈائریکٹر صاحب سے دینیات کے ماسٹر صاحب نے تعارف کروایا۔ خاکسار نے دونوں کو ایک کتاب "مسیح کہاں فوت ہوئے" پیش کی۔ اسی اثناء میں طلباء کے چند نمائندے وہاں پہنچے اور انہوں نے ڈائریکٹر صاحب سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ سکول کی دوسری تین بڑی کلاسیں بھی چاہتی ہیں کہ اسلام پر تقریر سنیں۔ چنانچہ باہمی مشورہ سے دوپہر کے بعد بھی تقریر کا پروگرام رکھا گیا۔ تینوں جماعتیں ایک بڑے ہال میں جمع ہو گئیں۔ خاکسار نے "اسلام اور جماعت احمدیہ" پر تقریر کی۔ اس موقع پر سکول کے ڈائریکٹر صاحب بھی موجود تھے۔ اور بعد میں سوالات میں بھی حصہ لیا۔ تمام سوالات کا مکمل جواب دیا گیا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام تقاریر کے بہتر اور مفید نتائج پیدا فرمائے آمین۔

درویش فنڈ میں احباب کی قابلِ قدر قربانی

یہ امر بہت مسرت کا موجب ہے کہ خدا کے فضل سے اپنے جماعت کی اکثریت اپنے درویش بھائیوں سے دلی محبت کا اظہار اپنی حیثیت کے مطابق درویش فنڈ بھجوا کر کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے تمام بھائیوں اور بہنوں کو اپنی وافر نعمتوں سے نوازے۔ اور آگے سے اس مخلصانہ جذبہ کو قائم رکھے۔ اور وہ ہمیشہ اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس قسم کی طوعی تحریکوں میں بیش از بیش حصہ لیتے رہیں۔ بعض مخلصین ابھی تک اپنے گزشتہ سال کے وعدہ کو پورا نہیں کر سکے۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدوں کی رقوم جلد ادا کر کے ممنون فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب بھائیوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

تحریکِ جدید، اشاعتِ اسلام اور ہمارے فرائض

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے وکیل امال تحریکِ جدید قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد اللہ تعالیٰ نے دو فرائض کئے تھے۔ ایک روحانی طور پر زوال پذیر اُمتِ مسلمہ کی اصلاح اور دوسرے اشاعتِ اسلام تاکہ وہ دیگر مذاہب پر غالب آسکے۔ یہ فرائض کتنے عظیم الشان ہیں اور اس کے لئے جماعتِ احمدیہ کو کتنی قربانیاں کرنی چاہئیں، اس کا ایک اندازہ ذیل کے دو اُمور سے ہوتا ہے کہ ہمارا مقابلہ کتنی بڑی مذہبی طاقتوں سے ہے۔

۱۔ قریب میں شائع ہونے والی رومن کیتھولک کی ایک سالانہ رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ اس چرچ کے مشنری ۱۹۷۰ء میں قریباً ساڑھے تین لاکھ کی تعداد میں تھے۔ اور زیادہ پادری حاصل کرنے کے لئے پوپ پال نے حال ہی میں اپیل کی ہے۔ (الجمعیۃ دہلی ۳۱ رمئی ۱۹۷۳ء صفحہ ۱)

۲۔ راجیہ سبھا میں وزارتِ خارجہ کی طرف سے بتایا گیا کہ گذشتہ دو برسوں میں بھارت کے عیسائی مشنریوں اور اداروں کو غیر ممالک سے اکاسی کروڑ روپیہ کی امداد موصول ہوئی۔ (ہند سماچار جالندھر ۱۲ رمئی ۱۹۷۳ء صفحہ ۱)

یہ دو اقتباسات صرف عیسائی فرقہ رومن کیتھولک کے متعلق ہیں۔ اُن کے دیگر فرقے اور دیگر مذاہب کی اشاعت کے مالی و دیگر ذرائع اس کے علاوہ ہیں۔ اور ہمارا حلقۂ تبلیغ بھی تمام ممالک اور اُن کے حکمرانوں اور عوام سب تک وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ چنانچہ:-

"بھارت، روس، برطانیہ، مغربی جرمنی، انڈونیشیا اور ماریشس وغیرہ کے حکمران رہنماؤں کو قرآن مجید اور سلسلہ کا لٹریچر پیش کیا جا چکا ہے۔ مثلاً یکم اگست ۱۹۶۹ء میں پوپ پال ششم کو یوگنڈا میں احمدیہ وفد نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ پیش کیا جسے انہوں نے بڑے ہی احترام کے ساتھ قبول کیا۔ اور وفد کا شکریہ ادا کیا۔ اور مُلکی پریس نے اس خبر کو بڑی اہمیت دی اور اس تقریب کی خبر اور تصاویر کو نمایاں طور پر شائع کیا۔" (رسالہ "تحریکِ جدید" بابت ستمبر۔ صفحہ ۲)

ڈاکٹر ہین مین فیڈرل ری پبلک مغربی جرمنی کے صدر پروٹسٹنٹ فرقہ میں بہت ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اور اس مذہبی تنظیم کے لئے بہت محنت سے کام کرتے ہیں۔ اُن کے صدر منتخب ہونے پر احمدیہ وفد نے ملاقات کر کے مبارکباد دی اور قرآن مجید کے جرمنی اور اسپرانٹو تراجم پیش کئے۔ اور بتایا کہ قرآن مجید عالمگیر امن کا داعی ہے۔ وہ یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئے کہ اُن کے ملک میں دو مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ اور انہوں نے احمدیہ مشن کے بارے میں بہت سے سوالات دریافت کئے اور کہا کہ مجھے قرآن مجید حاصل کر کے بہت خوشی ہوئی ہے۔ میں نے اپنی مذہبی تعلیم کے دوران تین ماہ تک قرآن مجید کے بارے میں لیکچر سُنے تھے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میرے لائق کوئی کام ہو تو بتائیں۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ناچیز مساعی کو اپنے خاص فضل و رحم سے بے حد برکت دیتا ہے۔ لیکن ہمیں اپنا قدم اور بھی آگے بڑھانا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:- "خدا نے ہمیں یہ فرمایا ہے کہ تم قربانی دو۔ اپنی بساط کے مطابق ایثار دکھاؤ۔ اور مجھ سے پیار کرو..... چنانچہ احمدیت کے خلاف ساری دُنیا اکٹھی ہو گئی...... یہاں بھی مخالفت۔ وہاں بھی مخالفت۔ مگر یہاں بھی وہاں بھی ہر جگہ احمدیت ترقی کر رہی ہے۔ یورپ میں بھی، امریکہ میں بھی، جزائر میں بھی، جنوبی افریقہ میں بھی اور شمالی افریقہ میں بھی احمدیت پھیل رہی ہے۔" (بدر ۱۰ رمئی صٓ)

اللہ تعالیٰ مجاہدینِ تحریکِ جدید کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور پوری طرح ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

اجرائے نبوّت در خیر اُمّت بقیہ اداریہ (۲)

آیت ۱ پر اس جہت سے بھی غور کرنے کی بڑی ضرورت ہے کہ ایسے انکار کا وہ کیا پھل پا رہے ہیں؟ کیا وہی پھل تو نہیں جسے کلام الٰہی میں عذاباً الیماً کے جامع الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے؟ بالخصوص جب ہم عالم اسلام کی موجودہ زبوں حالی اور آئے دن دیگر اقوام کے ہاتھوں ان کی ذلت و رسوائی کی تفصیلات ذہن میں مستحضر کریں اور ساتھ ہی سورۃ آل عمران میں خدائے قدوس کا مسلمانوں کے بارہ میں حسب ذیل وعدہ پڑھیں:-

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آیت ۱۴۰)

"اور تم کمزوری نہ دکھاؤ اور نہ غم کرو۔ اور اگر تم مومن ہو تو تم ہی بالا رہو گے۔" زیادہ تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے ۱۹۶۷ء میں عرب اسرائیل تصادم کے نتیجہ میں عربوں کی کمر توڑ شکست اور پھر ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش کے آزاد ہونے پر پاکستانی افواج کی درگت کیا کم عبرت انگیز واقعات نہیں ہیں۔ غور کریں، خدا تعالیٰ تو مسلمانوں سے بلند و بالا رہنے کا وعدہ کرتا ہے مگر وہ وعدہ اب کیا ہوا؟ کیوں مسلمان ذلیل و خوار ہوئے جا رہے ہیں؟ کیا اس کی وجہ اِن کنتم مؤمنین کی الٰہی شرط کو پورا نہ کر سکنا تو نہیں؟ ہمارے نزدیک اصل وجہ تو یہی ہے۔ ہم مراسلہ نگار ہی سے یہ دریافت کرتے ہیں، وہ خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائیں کہ اس کا صحیح جواب ان کے پاس کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ آج کا مسلمان حقیقی ایمان سے ہی بے نصیب ہو چکا ہے۔ اور وہ معنوی طور پر کافروں کے زمرہ میں شامل ہو چکا ہے[1]۔ یقین جانیئے اس وقت ایمان حقیقی صرف اور صرف امام مہدی کے ساتھ وابستہ ہو جانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محکم پیشگوئیوں کے مطابق آپ کے ظلِّ کامل کی جماعت میں شامل ہو جانے سے حاصل ہوتا ہے اور نتیجۃً اس ذلت اور نکبت سے بچ کر مسلمان دنیا میں معزز و مکرم بن سکتا ہے۔ اس لئے اجرائے نبوت پر صرف یہ معقولی دلائل ہی جماعت احمدیہ کے حق میں نہیں بلکہ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ان کو تقویت پہنچا رہی ہے۔ یہ سب باتیں ہر اُس مسلمان کو جو ابھی تک احمدیہ جماعت میں داخل نہیں ہوا سنجیدگی سے غور و فیصلہ کی دعوت دیتی ہیں۔ فھل من مدّکر؟

اب ہم مراسلہ نگار کی اُس بات کو لیتے ہیں جو اخبار بدر کی دو الگ الگ اشاعتوں سے دو عبارتیں نقل کر کے موصوف نے اُن کے مفہوم کو متضاد قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ۳ مئی کے پرچہ میں محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل کے مضمون میں اور خاص طور پر محولہ عبارت میں جو بات بیان ہوئی ہے، ملفوظات کے حوالہ میں اس کی مزید تفصیل اور تشریح ہے۔ مگر مراسلہ نگار نے نہ جانے ملفوظات کا مکمل حوالہ مطالعہ کرنے یا اپنے خط میں درج کرنے کی تکلیف کیوں نہیں کی۔ اس کے برعکس پورے حوالہ کا صرف ابتدائی اور ناقص حصہ ہی دے کر تضاد کا پہلو پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔ مقامِ تعجب ہے کہ مراسلہ نگار (جیسا کہ اس نے اپنے پتہ سے ظاہر کیا ہے) "ادارہ علمیہ" سے متعلق ہوتے ہوئے مکمل حوالہ کی صرف آدھی اور ناقص عبارت نقل کر کے تضاد کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ اُن کا کیا بگڑ جاتا اگر وہ اس عبارت کے سیاق و سباق اور اگلے پچھلے سب حصوں کو ملا کر خود ہی دیکھ لیتے۔ مراسلہ نگار ایک اچھے عالم معلوم ہوتے ہیں اُن سے بجا طور پر دریافت کیا جا سکتا ہے کہ کیا سورۃ النساء کی آیت کریمہ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى کو ملائے بغیر اس کی ابتدائی عبارت "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ" کو مکمل سمجھتے ہیں؟ جس طرح ہر ذی ہوش مسلمان اس آدمی کو غلطی پر تصور کرے گا جو وانتم سکٰرٰی کے بغیر ہی حکم خداوندی کو اُلٹا کر پیش کرتا ہے۔ اسی طرح یقین جانیئے کہ ہمارے مراسلہ نگار نے ملفوظات کی ناقص عبارت درج کر کے اس سے الٹ مفہوم پیش کر کے وہی غلطی کھائی ہے۔ بات کو صاف کرنے کے لئے ہم ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُس حوالہ کو جو بدر ۱۲ اپریل ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۲۲ پر شائع ہوا ہے ذیل میں تمامہ درج کر دیتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"میں بڑے یقین اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قائم کرتا ہے۔ اور آپ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا ہے اور چشمۂ نبوت کو چھوڑتا ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپ کی ختم نبوت توڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آ سکتا جس کے پاس وہی مُہر نبوت محمدی نہ ہو۔ ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اتارتے ہیں۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ کی امت میں وہی مُہرِ نبوت لے کر آتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں لیکن یہ لوگ جن کی عقلیں تاریک ہو گئی ہیں۔ جن کو نورِ نبوت سے حصہ نہیں دیا گیا اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور اس کو کفر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے۔"

(الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

اب سب سے پہلے مراسلہ نگار صاحب سے اور پھر سب انصاف پسند قارئین کرام سے ہماری درخواست ہے کہ وہ خط میں دی گئی ناقص عبارت کا مندرجہ بالا مکمل حوالہ سے موازنہ کریں اور خود فیصلہ کریں کہ اس کی موجودگی میں تضاد کی بات کس حد تک درست ہے؟

قبل اس کے کہ ہم آج کی گفتگو کو ختم کریں اور اگلی صحبت کے لئے قارئین کرام سے اجازت چاہیں اس سلسلہ میں مراسلہ نگار کی ایک عجیب و غریب غلط فہمی کا بھی ازالہ کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

مراسلہ نگار نے ملفوظات کی جو یہ عبارت لکھی ہے کہ:-

"وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپ کی ختم نبوت توڑتا ہے۔"

مراسلہ نگار نے یا تو خط کشیدہ الفاظ اور ان کے معنوں اور مفہوم پر غور نہیں کیا یا جان بوجھ کر مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت کا جو مفہوم مراسلہ نگار لے رہے ہیں یا غیر از جماعت دوست لیا کرتے ہیں ملفوظات کی اس عبارت میں ختم نبوت توڑنا کی ترکیب کے وہ معنے نہیں جو نبوت کو ختم کر دینے کے یہ لوگ لیا کرتے ہیں۔ بلکہ حضور کی عبارت میں ختم نبوت کے معنے نبوت کی مُہر ہے۔ اس کی تشریح و تفصیل کے سلسلہ میں حوالہ کے آخر میں حضور نے واضح کیا ہے کہ:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ کی امت میں وہی مُہرِ نبوت لے کر آتا ہے۔"

اسی طرح حضور کی عبارت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کے الفاظ بھی خاص طور پر غور طلب ہیں۔ جس کے معنے اور مطلب حضور کی حوالہ میں مندرج تمام عبارت کو پڑھ کر اس طور پر عیاں ہو جاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور حضور کے فیضانِ روحانی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے آپ ہی کی امت میں سے ایک فرد (یعنی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ) کو مسیح موعود بنایا۔ اور یہ مسیح موعود آپ ہی کی مُہر نبوّت لے کر آیا نہ کہ آپ سے جُدا ہو کر، اور آپ کے مقابل پر کسی نوع کی نبوت کا دعویٰ کر کے۔ گویا مسیح موعود کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے جس کا سلسلہ جس طرح اوّلین میں جاری ہوا اسی طرح آخرین کے خوش نصیب افراد میں بھی جاری ہوا۔ اس لئے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عبارت نہ تو محلِ اعتراض ہے اور نہ ہی آپ کا منصب اور مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ارفع پر کسی نوع کا حرف لانے والا ہے۔ ہاں حرف لانے کی صورت وہ ہے جسے ہمارے مخالف غیر از جماعت دوست پیش کرتے ہیں۔ اور اپنی ناسمجھی کی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ روحانی کو بند قرار دیتے ہیں۔ اور اس کا نام ختم نبوت رکھتے ہیں۔ اس نوع کا عقیدہ بالیقین اسلام پر غیروں کو زبردست اعتراض کرنے کا موقع بہم پہنچاتا اور اسلام کو غیروں کے سامنے خدائی فضلوں اور رحمتوں سے محروم اور بے نصیب امت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو مسلمان بھی اس بات کی حقیقت کو سمجھ جاتا ہے وہ اس عقیدہ سے دستبردار ہو کر اجرائے نبوّت درخیرِ امت کا شرح صدر سے قائل ہو جاتا ہے۔ اور پھر اپنے عمل کے ساتھ اُس برگزیدہ جماعت کے ساتھ شامل ہو کر خدمت و اشاعتِ دین کے اُس عظیم الشان کام میں لگ جاتا ہے جسے آج احمدیہ جماعت دوسرے تمام اسلامی فرقوں سے ممتاز پوزیشن میں عالمگیر سطح پر احسن رنگ میں بجا لا رہی ہے۔ مراسلہ نگار کو بھی ہم اس کی دعوت دیتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ (باقی باتوں کا جواب آئندہ انشاء اللہ)

درخواستِ دُعا

مکرم چوہدری فیض احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ ایک عرصہ سے بعارضہ بخار بیمار چلی آ رہی ہیں۔ صحیح مرض کی تشخیص تا حال نہیں ہو سکی ہے۔ مورخہ ۱۳ جون سے وی۔ جے۔ ہسپتال امرتسر میں داخل ہیں۔ اور تقریباً بے ہوش پڑی ہیں کبھی کبھی بالکل خفیف سا افاقہ ہوتا ہے۔ احباب خصوصیت سے دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ موصوفہ کو اپنے فضل سے جلد صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

---

[1] حاشیہ: تعجب کا مقام ہے کہ آج کا مسلمان احمدیوں کو تو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے پر جلدی کر رہا ہے۔ مگر اسے ان نام کے مسلمانوں کے ایمان کی فکر نہیں ہے۔

معذرت: کاتب [illegible]

قابلِ تقلید مثال

عزیز حافظ صالح محمد صاحب الہ دین ابن محترم سیٹھ علی محمد صاحب الہ دین سکندر آباد ہر سال سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی مبارک تحریک وقفِ عارضی پر عمل کرتے ہوئے بڑے شوق اور اخلاص سے اس مبارک تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیراً۔

اس سال عزیز حافظ صالح محمد صاحب الہ دین کو کیرلہ کے علاقہ میں نظارت کی طرف سے بھجوایا گیا تھا۔ بڑی خوشکن رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ مخلص احمدی نوجوانوں کے لئے قابلِ تقلید مثال ہے۔ مجھے اپنے اس عزیز نوجوان کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوتی ہے جو حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحبؓ کی دعاؤں اور تبلیغی مساعی کا ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہت برکت دے۔

میں احبابِ جماعت خصوصاً تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ملازم یا تجارت پیشہ ہر قسم کے نوجوانوں کو اس مبارک تحریک میں حصہ لینے کی تحریک کرتا ہوں۔ ہر اُس تحریک کے بابرکت ہونے میں شک ہی کیا ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کے برحق خلیفہ نے جاری فرمائی ہو۔ پس دوست باقاعدگی اور پورے اخلاص کے ساتھ اس میں حصہ لے کر خدا تعالےٰ سے اجر کے مستحق ہوں۔

خاکسار: مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ہفتۂ قرآنِ مجید

۸ تا ۱۵ جولائی ۱۹۷۳ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پوری توجہ انوارِ قرآنی کو دُنیا کے چپے چپے پر پھیلانے کی طرف لگی ہوئی ہے۔ اور یہ کام تبھی ہو سکتا ہے کہ ہم خود علومِ قرآنیہ سے بہرہ مند ہوں۔ اور انوارِ قرآن سے فیضیاب۔ اسلئے قرآنی علوم کی ترویج و اشاعت اور قرآن مجید پڑھنے کی ترغیب و تلقین کیلئے ۸ جولائی تا ۱۵ جولائی ۱۹۷۳ء ہفتہ قرآن مجید منایا جائیگا۔

اس ہفتہ میں تمام احبابِ جماعت کو باحسن طریق قرآن مجید کی عظمت و شان ذہن نشین کروانے کی کوشش کی جائے اور مندرجہ ذیل عناوین پر اہلِ علم احباب سے تقاریر کروائی جائیں۔

۱۔ قرآنِ مجید کے فضائل۔
۲۔ قرآن مجید پڑھنے کی برکات
۳۔ والدین کی اطاعت و احترام لزروئے قرآنِ مجید
۴۔ قیامت از روئے قرآن مجید
۵۔ قرآن کریم میں منافق کی علامات
۶۔ تقویٰ کے حصول کے ذرائع۔

جملہ عہدیداران۔ صدر صاحبان اور مبلغین کرام اس پروگرام کو پوری توجہ۔ محنت اور کوشش سے کامیاب بنائیں بعد از اختتام ہفتہ قرآن مجید اپنی اپنی کارگزاری سے نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

شکریۂ احباب اور درخواستِ دُعا

خاکسار ایک عرصہ سے ہائی بلڈ پریشر، اعصابی تکلیف اور دماغ میں شدید درد کے عارضہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ احباب کی دعاؤں کے طفیل اب مرض میں پہلے کی سی شدت نہیں رہی۔ اسی دوران گزشتہ ماہ میری اہلیہ اچانک شدید طور پر بیمار ہوگئیں۔ انہیں لال ہسپتال امرتسر میں داخل کرانا پڑا۔ ان کی طبیعت بھی بفضلہ تعالےٰ پہلے سے بہتر ہے۔ احبابِ جماعت ہم دونوں کی صحت کے لئے دعائیں فرماتے رہے، اور بہت سے دوستوں نے بذریعہ خطوط بیمار پُرسی بھی کی۔ میں ان سب احباب کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔

چونکہ میں تاحال کامل طور پر صحت یاب نہیں ہوا اس لئے ایسے احباب کو فرداً فرداً جواب دینے سے معذور ہوتے ہوئے اس نوٹ سے سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور مزید دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

فجزاکم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔

۲۔ نیز خاکسار نے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے تصنیفی مقابلہ میں اپنا ایک مقالہ "معبودِ حقیقی" ۱۹۶۹ء کے مقابلہ میں پیش کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے فضل فرمایا اور یہ مقالہ انعام کا مستحق قرار پایا۔ بدر میں اس خبر کی اشاعت پر بھی میرے بہت سے کرم فرما دوستوں نے مجھے مبارک باد کے خطوط تحریر فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ میں ان کی اس محبت اور قدردانی کا بیحد ممنون ہوں۔ یہ سب آپ حضرات کی دُعاؤں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے پاک خلفاء کے جدید علم کلام کی برکت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس اہم موضوع پر اس کم مایہ کو کچھ صفحات لکھنے کی توفیق دی اور پھر ذی علم منصفین کی نگاہ میں قابلِ انعام بھی قرار پاگیا۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس اہم مقالہ کو شائع کرنے کے بھی اسی طرح غیب سے سامان پیدا کر دے جس طرح اس نے اس کے مضامین کے مرتب کرنے کی صورت بنا دی۔ میری دلی تمنا یہی ہے کہ یہ مقالہ جس غرض سے پیش نظر رکھ کر محنت کے لکھا ہے وہ غرض بھی جلد پوری ہو۔ یعنی زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اس کے مندرجات پہنچ جائیں اور وہ اپنے حقیقی معبود کی شان جلّ جلالہٗ کو پہچان سکیں۔ احباب اس کے لئے بھی خصوصیت سے دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔

فجزاکم اللہ تعالیٰ۔

خاکسار: محمد حفیظ بقاپوری
ایڈیٹر بدر قادیان

ادائیگی زکوٰۃ اور عہدیدارانِ جماعت کا فرض

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے جس کی ادائیگی کیلئے قرآن و حدیث میں تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے اکثر دوست قرآن پاک کے اس حکم پر عمل پیرا ہیں۔ لیکن نظارت ہذا کی معلومات کے مطابق بعض احباب ایسے بھی ہیں جن پر زکوٰۃ تو واجب ہوتی ہے لیکن مسائلِ زکوٰۃ سے عدمِ واقفیت کے باعث یا اپنی غفلت کی وجہ سے ان کی طرف سے زکوٰۃ وصول نہیں ہو رہی ہے۔ لہذا عہدیدارانِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مقامی طور پر صاحبِ حیثیت افراد کا جائزہ لیں اور زکوٰۃ واجب ہونے کے باوجود ادائیگی نہ کرنے والے دوستوں سے وصولی کا انتظام کر کے ممنون فرمائیں۔ مسائلِ زکوٰۃ سے متعلق نظارت ہذا کی طرف سے ایک رسالہ چھپوا کر تمام جماعتوں کو بھجوایا جا چکا ہے۔ اگر کسی جماعت یا دوست کو ضرورت ہو تو کارڈ آنے پر یہ رسالہ مفت ارسال کر دیا جائے گا۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

درخواستِ دعا

درخواستِ دعا:- مکرم بابا نور احمد صاحب درویش ٹانگ ٹوٹ جانے کے سبب کئی ماہ سے صاحبِ فراش ہیں۔ ہڈی کا جوڑ درست نہیں ہوا بلکہ اس میں پیپ پڑ گئی ہے جو باعثِ تشویش ہے۔ احباب موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(ایڈیٹر بدر)

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ نمبر ۱۲

ترپال لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں:-

AZAD TRADING CORPORATION,
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12.

بہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکا تو وہ پرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوراً ہمیں بذریعہ خط یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پیلر دار ... ڈیزل سے، ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزے دستیاب ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ { "Autocentre" } فون نمبرز { 23-1652 / 23-5222 }